صاحبزادہ برق التوحیدی
فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قسط ۴

احسن الجواب بمناقب الاصحاب

ایک اور وہم ابوتراب لکھتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے زیادہ عالم تھے اور ان کو زیادہ روایات حفظ تھیں الخ۔

اس وہم کا ازالہ ہماری مذکورہ گزارشات سے بخوبی ہو جاتا ہے جب کہ بیٹے کا صاحب علم ہونا بھی درحقیقت باپ کی منقبت ہی ہے توہین نہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا بیٹا اگر آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب تم بتا دیتے تو یہ بات میرے لیے باعث افتخار ہوتی لیکن تمام امور کے باوجود وہ مجموعی حیثیت سے اپنے والد سے کم صاحب فضل وعلم اور فقاہت میں بھی ان کے ہم پلہ نہ تھے جیسا کہ سابقہ آثار واحادیث سے ثابت ہو چکا ہے مزید یہ کہ دارمی میں آتا ہے جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا جاتا تو آپ سب سے پہلے اسے کتاب و سنت میں تلاش کرتے اگر کچھ نہ پاتے تو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کرتے اگر وہاں سے بھی کچھ حاصل نہ ہوتا تو اپنے اجتہاد سے کام لیتے یعنی یہ حبر الامۃ اور مفسر قرآن ہیں کہ قرآن وحدیث کے بعد شیخین کے قول وفتاویٰ پر اسی قدر اعتماد ہوتا کہ کسی دوسرے صحابی سے معلوم کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے منہاج میں اس مسئلہ کو یوں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ دیکھیے سعید بن مسیب بالاتفاق تمام تابعین سے زیادہ صاحب علم اور صاحب فضل تھے اور ان کی فقاہت کا غالب مدار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے اور فتاویٰ میں ہوتے تھے اور ابن عمرؓ ان سے اس کے متعلق سوال کیا کرتے تھے" یعنی اتنے بڑے فقیہ وقاضی کا اپنے فیصلوں میں حضرت عمرؓ کی طرف ہی رجوع کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ آپ کو تمام صحابہ سے اعلم وافقہ سمجھتے تھے!

ابوتراب کے مغالطہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے علی الاطلاق علم کو کثرت روایت کا ملزوم قرار دیا ہے یعنی مبحوث عنہ علم جو ہے وہ نصوص قرآنیہ اور احادیث میں تفقہ ا

ان سے استنباط کا نام ہے محض کثرت روایات کا نہیں جس کی طرف امام مالک نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کہ:

ان العلم لیس بکثرۃ الروایۃ وانما نور یجعلہ اللہ فی القلب۔

چنانچہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کتاب و سنت سے استخراج مسائل اور استنباط احکام میں علی الاطلاق تمام صحابہ کرام پر فوقیت رکھتے تھے جیسا کہ یہ بات تواتر سے ثابت ہے حافظ ابن قیمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثیر الروایہ ہونے کی بحث کے ضمن میں ان کے شیخین سے توازن کو ایک اور رنگ میں پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

واین تقع فتاوی ابن عباس وتفسیرہ واستنباطہ من فتاوی ابی هریرۃ وتفسیرہ۔

یعنی حفظ و ضبط کی پوری صلاحیتوں اور فتاوی و تفسیر کی تمام لیاقتوں کے باوجود حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا کوئی تناسب نہیں تو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہی نظر سے دیکھنا کیونکر قرین انصاف ہو سکتا ہے گویا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فقاہت و اجتہاد اور حفظ و یادداشت میں ایک ممتاز مقام رکھنے کے باوجود وہ شیخین کے ہم پلہ نہ تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا کثیر الروایہ ہونا بھی اسی قبیل سے ہے!

حضرت عمرؓ کا فتویٰ

حضرت ابوہریرہ جیسے دیگر کثیر الروایہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علی الاطلاق شیخین بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فوقیت اور فضیلت دینے والوں کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ تازیانہ عبرت ہے جسے امام عبداللہ بن احمد نے کتاب السنۃ میں یوں نقل کیا ہے کہ:

"الا ان هذہ الامۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر فمن قال سوی هذا فهو مفتری علیہ ما علی المفتری"

"یعنی خبردار — اس امت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام سے بہتر ابوبکر ہیں اگر کسی نے اس کے برعکس کوئی بات کہی تو وہ افترا پرداز ہوگا اور اسے مفتری کی حد (یعنی اسی کوڑے) لگائی جائے گی۔

یہ خطبہ نقل کرنے کے بعد امام موصوف نے ایک واقعہ اس کی تائید میں لکھا ہے جس کا

مفہوم یہ ہے کہ،

"ایک مرتبہ بنی عطارد کے ایک آدمی اور حضرت جارود کے درمیان اس پر بحث ہوئی کہ شیخین میں سے افضل کون ہے جب کہ حضرت جارود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دے رہے تھے اور دوسرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ـــــ اسی جھگڑے کی خبر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے اس آدمی کو بلایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر حضرت عمرؓ کو فضیلت دینے کی پاداش میں اتنے دُرّے لگائے کہ وہ بے ہوش ہوگیا اور پھر مذکورہ الفاظ دہرائے۔

بہرحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو سزا والی بات کہی یہ نظریہ صرف ان ہی کا نہ تھا بلکہ بہت سے دیگر صحابہ کرام سے بھی ایسے آثار منقول ہیں۔ مثلاً امام عبداللہ بن احمد نے کتاب السنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول پیش کیا ہے کہ،

"لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری"

ایک اور مقام پر ذرا تفصیل سے یہی قول ان الفاظ میں نقل فرمایا کہ،

"الا انہ بلغنی ان قوماً یفضلوننی علی ابی بکر و عمر ولو کنت تقدمت من ذلک لعاقبت فیہ ولکن اکرہ العقوبۃ قبل التقدم من قال شیئاً من ذلک فھو المفتری علیہ ما علی المفتری"

ان دونوں آثار کا مفہوم یہ ہے کہ جو مجھے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہے گا وہ جھوٹا ہے اور اسے جھوٹے آدمی کی حد یعنی اسی کوڑے لگائے جائیں گے ـــ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بعد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

"فمن فضلہ علی ابی بکر و عمر جلد بمقتضی قولہ رضی اللہ عنہ ثمانین سوطا"

یعنی جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے مطابق اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

غلط فہمی

ابوتراب کے مضمون میں تناقضات، مزلات و معضلات نیز غلط فہمیوں کی کوئی کمی نہیں جیسا کہ مضمون پر طائرانہ نظر ڈالنے ہی سے معلوم ہو جاتا ہے منجملہ اس نے

کہا ہے کہ فضیلت علم و فقہ کو نہیں بلکہ کسی اور چیز کو ہے ؛ اوّل تو معلوم نہیں کہ موصوف کے نزدیک وہ "اور چیز" کیا ہے ؟ ثانی یہ بات ویسے بھی نصوص صریحہ کے خلاف ہے ۔ قرآن مجید کی بے شمار آیات اور لاتعداد احادیث اس مفروضہ کی تردید کرتی ہیں جو کسی بھی صاحب علم پر مخفی نہیں مثلاً ۔

۱ - یرفع اللّٰہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (المجادلہ ع۱۱)

۲ - انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء (فاطر ع۲۸)

۳ - فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (النحل ع۴۳)

۴ - ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا (بقرہ ع۲۹۶)

۵ - قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (زمر ع۹)

اس کے علاوہ احادیث ملاحظہ ہوں ۔

۱ - من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین ۔

۲ - العلماء ورثۃ الانبیاء ۔

۳ - الناس معادن فخیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا ۔

(مشتے نمونہ از خروارے)

غرضیکہ بہت سی آیات و احادیث اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ دراصل علم ہی ایک ایسی دولت ہے جس سے انسان انسان ہی نہیں بنتا بلکہ دوسروں سے ممتاز بھی ہوتا ہے شیخ الاسلام فرماتے ہیں ۔

فضائل و مناقب میں علم کو اصلیت حاصل ہے چنانچہ انبیاء و صحابہ میں جو بھی ایک دوسرے پر افضل ہیں وہ علم میں بھی اسی ترتیب سے ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں اور انھوں نے اس بات پر یہ آیت بطور استشہاد پیش کی ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون" اس بات کو حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین میں ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ،

"ومعلوم ان فضیلۃ العلم ومعرفۃ الصواب اکمل الفضائل واشرفھا"

اسی امتیاز و فضیلت کو واضح کرنے کے لیے ہم عبدالملک بن مروان کے ایک واقعہ کو حافظ مزی رحمہ اللّٰہ کی تہذیب الکمال اور ابن کثیر کے علوم الحدیث سے نقل کرتے ہیں جو یقیناً

فائدہ کے علاوہ دلچسپی سے خالی نہیں آپ لکھتے ہیں کہ امام زہری رحمۃ اللہ ایک مرتبہ خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کے پاس گئے تو ان کے درمیان یہ مکالمہ ہوا۔

۱۔ کہاں سے آئے ہو؟ ——— عبدالملک بن مروان نے کہا۔
مکہ سے آیا ہوں۔ ——— امام زہریؒ نے فرمایا۔
اہل مکہ بطور خلیفہ کس کو چھوڑ کر آئے ہو جو ان کی قیادت کرے ——— خلیفہ وقت نے سوال کیا۔
عطاء بن ابی رباح کو ——— امام زہریؒ نے جواب دیا۔
کیا وہ عربی ہے یا غیر عربی ——— عبدالملک نے پوچھا۔
نہیں وہ غیر عربی ہیں ——— امام زہریؒ نے فرمایا۔
پھر اسے سردار کیوں بنایا؟ ——— ابن مروان نے دریافت کیا۔
اس کی دیانت و روایت کی وجہ سے ——— امام زہریؒ نے بتایا۔
اہل دیانت و روایت کا زیادہ حق ہے کہ وہ اپنی قوم کے سردار ہوں ——— خلیفہ نے فیصلہ دیا۔

۲۔ اس وقت یمن کا سردار کون ہے؟ ——— عبدالملک نے سوال کیا۔
طاؤس بن کیسان ——— امام زہریؒ نے جواب دیا۔
وہ عربی ہے یا غیر عربی؟ ——— عبدالملک نے دریافت کیا۔
وہ بھی غیر عربی ہے۔ ——— امام زہریؒ نے کہا۔
پھر اس کو سردار کیوں بنایا؟ ——— عبدالملک نے پوچھا۔
اس کی دیانت و روایت کی وجہ سے ——— امام زہریؒ نے وضاحت کی۔
پھر وہی اس مسند کے لائق ہے۔ ——— عبدالملک نے فیصلہ کیا۔

۳۔ اہل مصر کا خلیفہ کون ہے؟ ——— خلیفہ وقت نے پوچھا۔
یزید بن ابی حبیب ——— امام زہریؒ نے کہا۔
وہ عربی ہیں یا غیر عربی ——— عبدالملک نے سوال کیا۔

۴۔ شام کا گورنر کون ہے؟ ——— بادشاہ نے دریافت کیا۔
مکحول ——— امام زہریؒ نے فرمایا۔
وہ عربی ہے یا غیر عربی ——— خلیفہ نے سوال کیا۔
وہ غیر عربی ہے اور بنی ہذیل کی عورت کا آزاد کردہ غلام ہے ——— امام زہری نے جواب دیا۔

۵ - اہل جزیرہ کا گورنر کون ہے ؟ ——— عبدالملک نے پوچھا۔
میمون بن مہران ——— امام زہریؒ نے کہا۔
وہ عربی ہے یا غیر عربی ؟ ——— حاکمِ وقت نے دریافت کیا۔
وہ بھی غیر عربی ہے۔ ——— امام زہریؒ نے وضاحت فرمائی۔
۶ - اہل خراسان کی قیادت کس کے ہاتھ میں ہے ؟ ——— خلیفہ وقت بولا۔
ضحاک بن مزاحم کے ہاتھ میں ——— امام زہریؒ نے فرمایا۔
وہ عربی ہے یا غیر عربی ؟ ——— عبدالملک نے سوال کیا۔
وہ بھی غیر عربی ہے۔ ——— امام زہریؒ نے جواب دیا۔
۷ - بصرہ کا حاکم کون ہے ؟ ——— عبدالملک نے سوال کیا۔
حسن بصری ——— امام زہریؒ نے جواب دیا۔
وہ عربی ہے یا غیر عربی ؟ ——— ابن مروان نے کہا۔
وہ بھی غیر عربی ہے۔ ——— امام زہریؒ نے فرمایا۔
۸ - کوفہ کا گورنر کون ہے ؟ ——— خلیفہ وقت نے قدرے جوش سے پوچھا۔
ابراہیم نخعی ——— امام زہریؒ نے وقار سے جواب دیا۔
وہ عربی ہے یا غیر عربی ——— عبدالملک نے سوال کیا۔
وہ بھی غیر عربی ہے۔ ——— امام زہری نے متانت سے کہا

تمھیں ہلاکت ہو تمام عرب پر غیر عرب کو مسلط کر دیا تاکہ وہ تو منبر و محراب کے مالک ہوں اور خطبے دیں اور عربی ان کے نیچے بیٹھیں ——— عبدالملک برہم ہوا۔

امیر المومنین ! ——— یہ اللہ کا دین ہے جو اس کی حفاظت کرے وہ سردار بن جاتا ہے اور جو اس کی پروا نہ کرے اس کا کوئی مقام نہیں ——— امام زہریؒ نے طمانیت لیکن جوش سے جواب دیا۔

اس مکالمہ سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہی ہے کہ علم میں ایک ایسی صفت ہے جو تمام محامد و مناقب سے اعلیٰ و افضل ہی نہیں بلکہ ان صفات کا تحقق اس عنصر کے بغیر ممکن ہی نہیں لہٰذا ابو تراب کا علم کو نظر انداز کرنا اس کی جاہلیت کا عکاس ہے۔